اصلاح معاشرہ میں مدارس دینیہ کا کردار اور دور حاضر میں ضرورت واہمیت تحقیقی جائزہ

The role of religious schools in reforming of society and the need and importance in present Perspective

Farida Bibi
PhD Scholar GCWUS
Institute of Arabic & Islamic studies, GC Woman University Sialkot
Email: faridabibi57@gmail.com

Dr. Waleed khan
Lecturer Institute of Arabic & Islamic studies
GC Woman University Sialkot
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Abstract

Islam is universal religion and madaris are made of transmitting the message of Islam. Islam placed a high value on education, and, as the faith spread among diverse peoples, education became an important channel through which to create a universal and cohesive social order. The simplest type of early Muslim education was offered in the mosques, where scholars who had congregated to discuss the Quran began before long to teach the religious sciences to interested adultsAs inheritors of rich intellectual traditions madaris exhibit unwavering commitment to education and religious teachings. They serve a vital pillar in academic and religious institutions, facilitating the transmission of knowledge. However, their mission extends beyond more education. Without any govt financial support, they serve as custodians of cultural heritage, deligently preserving traditions and values on the basis of charity. However, it is their dedication to religious teaching that sets the madairs apart. They are not just educators but also historic fervent to advocates the Islamic faith.

Keywords: universal, Intellectual, Vital Institutions, Custodians, deligently, Charity, Fervant, dedicates

1۔ مدارسِ دینیہ کا تعارف:

"تعلیم" علم سے مشتق ہے۔ یہ ایک ایسا معاشرتی عمل ہے جو معاشرے کو ظلمات سے نکال کر نور (روشنی) کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس سارے عمل کا محور ومرکز "مدرسہ" جہاں سے طالبعلم تربیت پا کر تعمیر و تشکیل شخصیت کا مراحل طے کرتے ہیں جس سے وہ مہذب انسان اور مفید شہری بن کر معاشرے میں مثبت اضافہ کا باعث بنتا ہے جہاں اس کے کردار و عمل کی روشنی سے انسانیت تکمیل پاتی ہے۔ مدرسہ ہی وہ مقام ہے جہاں درس و تدریس ترویج پاتے ہیں۔ یہ مکتب اور سکول بھی ہو سکتا ہے۔[1] کالج، یونیورسٹی اور اکیڈمی بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔[2] خاص طور پر مدرسہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں قرآن وحدیث اور علوم دینیہ پڑھائے اور سکھائے جاتے ہوں۔ تاہم اگر

اسلامی یا دینی مدارس ہوں تو ان سے مراد ایسے مدارس جہاں دینی یہ اسلامی علوم پڑھائے جاتے ہوں۔ اگر صرف "مدرسہ" کا لفظ ہو تو اس مراد پڑھنے اور سکھانے کی جگہ علم خواہ کوئی بھی ہو۔(3) مگر میرے موضوع کا تعلق صرف دینی مدارس سے ہے جہاں تعلیم وتربیت کے دوران طلبا خصوصاً طالبات سے کسی طرح کا رویہ ادا رکھا جاتا ہے۔

دینی ادارے ایسے منظم ادارے ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ عصری علوم کو بھی مد نظر رکھتے تھے جو اسلامی ریاستوں کی تمام علمی و عملی تقاضوں کو پورا کرتے صفہ سے لیکر ہر دور کے تقاضوں کے عین مطابق خصوصاً دورے غلامی میں اسلام کی شمع کو روشن رکھنے والے یہی مراکز تھے جن سے ایسی نابغہ روز گار شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں کلیدی کردار ادا کیا اور پاکستان کا قیام ایک اسلامی مملکت کی صورت میں ممکن ہوا حصول آزادی کے بعد بھی یہ ادارے اپنی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ ایک ایسی حقیقت کے طور پر موجود ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مدارس زیر تربیت طلبہ کی ابتدا سے انتہا تعلیم کی تکمیل کے ساتھ تربیت کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اکثر مدارس اقامتی ہوتے ہیں جن میں فیس کا تصور ہی نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد صرف اور صرف دینی علوم کی اشاعت ہوتا۔ انہی مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ عالم بننے کے بعد مذہبی راہنما ہوتے ہیں۔(4)

اسلام ایک تبلیغی دین ہے جو کامل و اکمل اور عالمگیر ہونے کی بنا پر تا قیامت جن وانس کی ہدایت ور ہنمائی کا ذمہ دار ہے۔ اور اپنی روشن کرنیں ہر دل دماغ تک پہنچانے کا بیڑہ اٹھاتا ہے۔ معلم و مربی اعظم ﷺ نے "العلماء ورثة الانبياء"(5) کے مطابق تمام اہل علم کو "بلغوا انى ولوا آية"(6) فرما کر ذمہ دار اور امین بنادیا کہ دین اسلام کی ہر بات دوسروں تک پہنچائیں لہذا امت مسلمہ کے اہل علم خرزاندان نے دین اسلام کی روشن تعلمات کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے ایسے اداروں کا قیام عمل میں لایا جہاں دینی علوم کے درس و تدریس کے سلسلے کو ترویج دی اور انہی اداروں کو "دینی مدارس" کے نام سے موسوم کر دیا۔ یہ دینی درسگاہیں ہر دور میں ہر ملک میں قائم ودائم رہی ہیں اور ہیں۔ پاکستان میں بھی یہ ادارے اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ پاکستان میں بھی ہی ادارے مختلف شہروں اااور دیہاتوں میں مصروفِ تعلیم و تربیت ہیں ان میں سے بعض مساجد میں، بعض دینی گھرانوں اور بعض مساجد میں ملحقہ مدارس میں یہ دینی فرائض سرانجام دے رہے ہیں، یہ ادارے بالعموم۔ مدرسہ "دارالعلوم" یا" جامع" جیسے ناموں سے معصوم ہیں مردو خواتین ہر دو کے لیے یہ ادارے مساعی جمیلہ میں مصروف ہیں۔(7)

2۔ مدارسِ دینیہ کا تاریخی پس منظر:

دینی مدارس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ دینِ اسلام۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾[8]

گویا کائنات کا اوّلین مدرسہ عرش عظیم پر قائم ہوا، جس کی بنیاد خود اللہ سبحان و تعالیٰ نے رکھی۔ اور تب سے لیکر آج تک تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری ہے۔ جس کی ابتدا "عرش عظیم" اور "صفہ" ہے۔ معلم اعظم اس بات کی بین دلیل تھی کہ کوئی معلم ہے تو کوئی متعلم۔ آغاز میں پیغمبر اسلام ﷺ نے ﴿ وَ أَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾[9] کے حکم بجا آوری کا آغاز اپنے قبیلہ کے لوگوں کو گھر دعوت پر بلا کر درس و تدریس اور تعلیم و تربیت سے کیا۔[10]

بعد ازاں ﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴾[11] کا حکم پاتے ہی اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کر دیا۔ "كل مولود يولد على الفطره الاسلام"[12] کے مطابق سلیم القلب لوگوں نے اس فطری دعوت پر "لبیک" کہنا شروع کر دیا۔ جن کی تعلیم و تربیت کے لیے معلم اعظم نے "دار ارقم" حضرت ارقم کا وہ محل جو کوہ صفا کے ساتھ واقع ہے۔ بنو مخزوم کے حسین و جمیل خرزند تھے جنھوں نے یہ محل رسول ﷺ کی خدمت میں وقف کر دیا جیسے آپ ﷺ نے نو مسلمانوں کے لیے درسگاہ بنا دیا۔[13]

عہد نبوی ﷺ کی ان درسگاہ ہو کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت۔ مدینہ تشریف لانے کے بعد رسول ﷺ نے سب سے پہلے مسجد نبویؐ کی اور ایک گوشہ میں ایک سائبان اور چبوترہ بنایا جسے تاریخ "صفہ "[14] کے نام سے جانتی ہے جو بعد میں صفہ انٹرنیشنل یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر گیا اور آج تک بین الاقوامی سطح پر خدمت اسلامی اور اشاعت اسلام کا بے مثال و لازوال ادارہ ہے۔ اسی اسلامی مدرسے سے ﴿ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ﴾[15] کی عمیق گہرائیوں میں گرنے والے ﴿ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴾[16] بن کر علم کے اوشن مینار اور امن کے پیامبر بن گئے۔ یہی وجہ تھی کہ اس مدرسہ کی بنیاد "فطری قوانین" پر تھی۔ اور یہی قوانین "دین اسلام" کے نام سے متعارف ہوئے اور اسی دین کی بنیاد پر تشکیل دیے گئے معاشرے کے محور و مرکز "مدرسہ" کے فطری عقائد و ضوابط کو ملحوظ رکھا گیا جس کے نتیجے میں عہد نبویؐ مدرسہ کے نظام تعلیم نے مفسر قرآن، محدث، فقہاء، قاضی، ماہر اقتصادیات،، ماہر اخلاقیات، ماہر نفسیات، ماہر طبیب، متدین سیاستدان، بہادر جرنیل، اور ایسے حکمران پیدا کیے جو بیک وقت عالم دین ہونے کے ساتھ عالم دنیا بھی تھے۔ یہی ان کے غلبہ کا سبب تھا۔[17] خلفائے راشدین کے عہد خلافت کے عروج میں بھی "اسلامی مدرسہ" اور ان کا "نظام تعلیم" بھی کارفرما تھا۔ اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ اور وہ دین فطرت کے مطابق کامیاب حکمرانی کرنے اور چلانے میں سرخرو ہوئے۔[18]

تاریخ گواہ ہے کہ مختلف مسلم ادوار حکومت میں ان کی مثالی ترقی کا یہی راز ہے نہاں تھا۔[19] بعد ازاں برصغیر پاک و ہند میں مسلم حکومتوں کے عروج کا یہی سبب تھا۔[20] جو نہی اس بنیاد کو اغیار نے روشن خیال طبقہ اور

کوتاہ اندیش مسلم حکمرانوں کے ذریعے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ دینی اداروں کی سرپرستی ختم کر دی گئی۔ مغلیہ حکومت کے زوال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طاغوتی چال چالی اور ہمیشہ کے لیے دین اور دنیا کے مابین لکیر کھینچ دی۔ کیونکہ دینی مدارس کی طرقی میں انگریز کا زوال ہوتا تھا۔ مغلیہ حکمران تو انگریز سے متاثر ہو کر زوال کا شکار ہوئے تاہم ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز کے مکر وفریب پر مبنی چالوں کی وجہ سے دینی فطرت میں بھی دین ودنیا کے حوالے سے تقویت قائم ہو گئی۔ دین ودنیا علوم کے ماہرین میں تفریق ڈال کر "مسٹر اور ملا" میں تقسیم کر دیا گیا۔ مسٹر دنیا کی رنگینیوں میں غرق "دین مابین" سے ناآشنا اور بیزار جبکہ ملا محض دین کو دنیا سے الگ تھلگ سمجھ کر اسی کو مقصد حیات تصور کرنے لگا۔ یوں معاشرے کی تطہیر کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر[21] جیسے بنیادی اصول سے کنارہ کشی اختیار کی گئی جس کے نتیجے میں تعلیم علم الادیان وعلم الابدان کو پاٹ دیا گیا کہ دونوں علوم کی راہیں جدا کر دی گئیں۔ یوں برصغیر کا مسلمان دین سے بیزار، ہندوانہ رسومات کو اپنانے اور انگریز کے کالے قانون میں جکڑ تا چلا گیا۔[22]

قیام پاکستان سے لے کر اب تک اسی قانون کی باقیات کار فرما ہیں۔ پاکستان اسلامی ملک ضرور ہے مگر اسلامی حدود وتعلیمات اور شریعت کا نفاذ ابھی تک ممکن نہ ہو سکا۔ شریعت کا نفاذ نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان پریشان، حکومت اسلامی مگر قوانین غیر اسلامی، صیہونی نظام، ہندوانہ رسول ورواج، سودی نظام انگریزی قانون اور نظام تعلیم ثنات پر مبنی ہے۔ ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود سرحدیں غیر محفوظ، اغیار کا تسلط، خانہ جنگی، فرقہ واریت اور اندھیر نگری کا بازار گرم، معاشی بحران، ایسے میں رعایا اللہ کی مدد کی منتظر۔ اس تمام صورتحال کا حل کیا ہے؟ تابناک ماضی کی روشنی میں اس کا مکمل حل موجود ہے۔

ع علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی[23]

تاریخ گواہ ہے کہ ماضی میں یعقوب الکندی، موسی الخوارزمی، جابر بن حیان، البیرونی، بوعلی سینا، طبری، قرطبی، سیوطی، بیضاوی، آلوسی، دینوری، اصفہانی، فارابی، رازی، ابن الہیثم، امام غزالی، ابو نصر فارابی، ابو یوسف اسحاق الکندی، جیسی تمام نابغہ روزگار شخصیات نے اسی فطری نظام تعلیم اور انہی مدارس سے فارغ التحصیل ہو کر زندگی کے ہر ہر میدان میں ایسے قوانین وضع کر گئے اور شہرہ آفاق کتب تصانیف کیں جو جدید دنیا کے لیے علوم و فنون کی بنیاد بنیں۔[24]

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارا[25]

انگریز نے برصغیر پر اپنا قبضہ و تسلط بر قرار رکھنے کے لیے دینی اقدار اور اسلامی شعائر مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر اس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی دینی مدارس اور علمائے کرام تھے۔ جنھوں نے انگریز کو اپنا بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور کر دیا۔[26] دینی مدارس کے نصاب و نظام کے بدلنے اور ان کو قومیانے کی ناکام کوشش ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں کی گئی۔ مراعات کا لالچ دیا گیا، ڈرانے دھمکانے کی مذموم کوششیں کی گئیں۔[27] عالمی سطح پر مذموم سازشوں کے تحت کبھی بنک اکاؤنٹس منجمد کرنا، کوائف طلبی، فنڈز کے بہانے اہل مدارس کو ہراساں کیا جانا اور بے بنیاد الزامات پر سنگین مقدمات کرنا، دہشتگردی اور تخریب کاری سے جوڑنا آئے روز کا معمول ہے۔ مگر حقیقت میں مدارس اور علماء کا ان تخریب کاریوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ سب کچھ مغرب اور اسلام دشمن طاقتوں کا پروپیگنڈہ ہے۔ ان حالات میں بھی دینی مدارس اور علمائے کرام کی وجہ سے نسل نو کا ایمان محفوظ ہے۔ یہی مدارس وحدت کی نشانی، اور اتحاد و یکجہتی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حکومتی سرپرستی سے محروم یہ ادارے اپنی مدد آپ کے تحت اور مخیر حضرات کے تعاون سے خدمتِ دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔[28]

ان حالات میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے دینی مدارس کے تحفظ واستحکام اور مدارسِ دینیہ کے خلاف غلیظ پروپیگنڈہ کے سدباب کے لیے ضلعی سطح پر کانفرنسز کا آغاز کر دیا ہے۔ جو دینی مدارس کے لیے تقویت کا باعث ہے۔ اور پوری دنیا کے لیے پیغام ہے کہ یہ مدارس دہشتگردی کے اڈے نہیں بلکہ اسلام کے قلعے ہیں۔ مادیت پرستی اور روشن خیالی کے امڈتے ہوئے سیلاب کے آگے یہ ادارے بند باندھے کھڑے ہیں اور قال اللہ و قال الرسول یہیں سے بلند ہو رہی ہیں۔ یہ ادارے ہدایت کے سرچشمے ہیں جن کی روشنی تا قیامت رہے گی۔ ان شاءاللہ۔[29]

3۔ مدارسِ دینیہ کی ضرورت واہمیت:

مسجد اللہ کا گھر جبکہ مدرسہ رسول اللہ ﷺ کا گھر ہے۔ ہر مومن مسجد میں اپنا سر رب کی بارگاہ میں جھکا کر بندگی کا حق ادا کرتا ہے۔ تو مدرسہ میں اللہ کے گھر جانے اور سر جھکانے کے آداب اور طریقے سیکھتا ہے۔ یہ دونوں ہی اسلام کی شان اور عظمت کے نشان ہیں۔ مسلمان قوم کا مزاج اور قوم دیگر اقوام سے مختلف ہے، مذہب اس امت کے خمیر اور ترکیب میں شامل ہے۔ یہ قوم کسی اور کسی بھی جگہ مذہب سے الگ نہیں ہو سکتی کیونکہ اس امت کی بنیاد ہی ایک خاص قانون (شریعت) اور ایک خاص دستور (قرآن وحدیث) پر ہے لہذا یہ قانون مکمل اور دستور منضبط ہے۔ اس امت کو دیگر اقوام پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ اس کی زندگی اور فکر و عمل کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے، دیگر خود رو اور خود ساختہ قوموں کے برعکس اس کے مستقبل کی بنیاد اس کے ماضی پر ہے جو تاریخی و تحریری طور پر محفوظ و موجود ہے۔ یہ سنتِ مطہرہ، اسوہ صحابہ اور خلافت راشدہ کا مثال دور ہے۔ سنت اور سلف کی تعلیمات میں یہ امت غیروں

سے منفرد ہے۔ اس قوم کا آب حیات صرف رسول اللہ ﷺ کے جام میں ہے۔ اور مدارس و مکاتب سانس کا حکم رکھتے ہیں۔[30]

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ دین دین اسلام ہی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾[31]

اب اس کے علاوہ کوئی اور دین کی پیروی کرے گا تو اللہ کے ہاں قابلِ قبول نہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾[32]

دین اسلام کی یہی خوبی اسے دیگر ادیان سے ممتاز بناتی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾[33]

یہ آیت کریمہ دین اسلام کے مکمل دین ہونے پر تاقیامت مہر ثبت کرتی ہے اسی لیے یہود اس کو بڑی حسرت سے تورات کا حصہ ہونے کی خواہش کرتے۔ مکمل دین کے حال ہونے کی وجہ سے آج یہ امت زبوں حالی کا شکار ہے۔ دینی مدارس تو مسلمانوں کے مضبوط قلعے تھے، وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے دینی علوم پر عصری علوم کو فوقیت دی اور دنیاوی تعلیم سے ناکام بچے کو مدارس کے حوالے کیا جاتا ہے۔ حالات حاضرہ پر طائرانہ نگاہ ڈالنے سے مدارس کی ضرورت واہمیت اور واضح ہو جاتی ہے۔ بے دینی و فحاشی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی معمول بن چکی ہے۔ شرک و بدعات عام ہیں، حتیٰ کہ احساس گناہ بھی نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کی اس حالتِ زار کی وجہ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں کھل کر سامنے آتی ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ﴾[34]

یہ سب کچھ دینی مدارس سے دوری اور اسلاف کی روشنی کو بھالنے کے سبب ہے۔ آج کا مسلمان عمیق نظری سے دیکھے تو تمام مسائل کا حل صرف مدارس دینیہ ہی ہیں۔ مثلاً: عقیدہ کی درستگی جس پر دینی، دنیوی اور اخروی فلاح کا دار و مدار ہے وحی کے مطابق عقیدے کی درستگی صرف دینی مدارس ہی کر سکتے ہیں۔ طریقہ نبوی کے مطابق نماز اور دیگر ارکان کی ادائیگی۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بھی مدارس ہی پوری کرتے ہیں۔ تو آج تمام مسائل کا حل قرآن و سنت میں مضمر ہے قرآن کریم وحی الٰہی کا فائنل اور مکمل ایڈیشن ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات تمام انبیاء کی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ ہیں۔ اور یہی تعلیمات نسل انسانی کی صحیح راہنمائی کی ضامن ہیں۔ اسی پس منظر میں مسلمان مرد وزن کا قرآن و سنت سے راہنمائی لینا دینی فرائض میں شامل ہے۔ ان فرائض کی بجاآوری کے لیے دین اور اس کے شرعی نظام کے نفاذ کی ضرورت ہے۔ جس سے مسلمان محض ایک قوم نہیں بلکہ صاحبِ شریعت و کتاب بن کر زندگی گزارے جس کے لیے محافظ وحاملین دین اور ترجمان و شارحینِ شریعت کی ضرورت ہے۔[35]

تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دینی مراکز اور اداروں کی ضرورت ہے جو ایسے اشخاص پیدا کر سکیں، یہ ضرورت مسلمانوں کے لیے تمام ضروریات سے اہم اور بڑھ کر ہونی چاہیے۔ مسلمانوں کے موجودہ تمام مسائل کا حل صرف خلافت راشدہ کے منہج کو اپناتے ہوئے انہی کا طرز حکومت، دینی مدارس اور تربیت گاہوں کی ضرورت ہے۔ تاکہ امت کے اسلامی جسم میں ہر دم تازہ خون گردش کرتا رہے۔ موجودہ صورتحال میں ان اداروں کا قیام ناگریز ہے۔[36]

جب ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا چراغ گل ہو گیا ور انگریز کی مکار چالوں سے مسلمان بھانپ گئے کہ یہ مدارس جو ان کے سیاسی قلعے تھے ان کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں ایسے میں بالغ النظر اور صاحب فہم و فراست علماء نے حالات کی نبض شناسی کرتے ہوئے جابجا اسلامی شریعت و تہذیب کے قلعے تعمیر کر دیے، انہیں قلعوں کا نام "عربی مدارس" ہے اور آج شریعتِ اسلامیہ اور تہذیب اسلامیہ انہیں قلعوں میں پناہ گزیں ہے اور اس کا تحفظ اور قوت و استحکام کا دارو مدار انہی قلعوں پر موقوف ہے۔ ان مدارس کی حفاظت اور استقامت میں استحکامِ دین مضمر ہے۔[37]

معلوم ہوا دینی مدارک کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا اسلام، یہ مدارس عہد نبوی ﷺ سے لے کر آج تک اپنے ایک مخصوص انداز سے آزادانہ طور پر چلے آرہے ہیں۔ دینی مدارس جہاں اسلام کے مضبوط سیاسی و معاشرتی قلعے ہیں وہیں ہدایت کے سرچشمے اور دین کی پناہ گاہیں ہیں اور اشاعتِ دین کا بہت بڑا ذریعہ بھی ہیں۔ حقیقت میں یہ دنیا کی سب سے بڑی این جی اوز بھی ہیں جو لاکھوں طلباء و طالبات کو رہائش، خوراک، مفت طبی سہولیات اور تحفظ کی فراہمی کے ساتھ ساتھ بلا معاوضہ زیورِ تعلیم و تربیت سے آراستہ کرتے ہیں۔ یہ ادارے ہر دور میں تمام تر مصائب و مشکلات، پابندیوں اور مخالفتوں کے باوجود اپنا وجود اور مقام برقرار رکھے ہوئے دینِ اسلام کے تحفظ اور بقاء میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔[38] پاکستان میں بھی یہ دینی تعلیمی ادارے طلباء و طالبات کے قیام و طعام سے لے کر کارکنوں کے مشاہرات، عمارات کے انتظام و انصرام حکومتی سرپرستی و اعانت سے یکسر محروم ہونے کے باوجود ان اداروں پر اٹھنے والے تمام اخراجات زیادہ تر اپنی مدد آپ کے تحت، عطیات، صدقات و خیرات، اور مخیر حضرات کے تعاون سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں ہمیشہ دینی مدارس کی ضرورت و اہمیت مسلم رہی ہے۔ ہر ذی شعور مسلمان اس سے واقف ہے، کیونکہ یہی مدارس دینیہ اسلامی معاشرت، اخلاق و خصائل، اخلاقی و تہذیبی اقدار کی منتقلی کا ذریعہ ہیں۔ جس کا مقصد قرآن و حدیث، اسلاف کی دینی و ملی خدمات اسلامی تہذیب و تمدن کی صداقت و حقانیت کا اجاگر کرنا ہے۔ یہ مدارس اپنے ان مقاصد میں ہمیشہ کامیاب ہی نظر آئے ہیں۔ آج برصغیر پاک و ہند میں اسلامی تعلیمات کی نشر

واشاعت انہی مدارس کی مرہون منت ہے۔ مگر بد قسمتی اور حکومتی سطح پر عدم تحفظ کی وجہ سے بے بنیاد اعتراضات اور پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں اسلام دشمن طاقتیں ان مدارس کا مٹانے میں ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں جن کے مقابلے میں انبیاء کے وارث اور امین مغلوب و مظلوم ہیں۔ مگر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انہی مدارس دینیہ سے فارغ التحصیل علمائے کرام نے ڈٹ کر خرافات کا مقابلہ کیا اور اسلام اور وطن عزیز کا دفاع کیا۔ انہی مدارنے ہزاروں مفسر، محدث، فقیہہ، مفتی، متکلم، محقق، معلم، مبلغ، مورخ، مفکر، مقرر، ڈاکٹر، انجینئر، سیاستدان وصحافی تیار کیے ہیں۔ دینی مدارس کے ہر محاذ پر اسلام کی سربلندی اور ملک و ملت کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ دینِ محمدی ﷺ اور شریعت مطہرہ کے لیے دینی مدارس کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔[39]

4۔ مدارسِ دینیہ کا کردار:

مدارس دینیہ اپنے طلبا و طالبات کی فکری و عملی تربیت کا ہدف ہی اچھے مسلمان پیدا کرنا ہے۔ ان مدارس کے مدرسین اسلامی شعائر اور فکر و عمل میں ڈھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مدارس کے ماحول اور فضا میں اسلامی اقدار کی پاسداری نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔ نماز، روزہ کے علاوہ دیگر نفلی عبادات مثلاً: تہجد و اعتکاف، صبح و شام کے مسنون اذکار و ادعیہ کی پابندی ان کے اعمال کا حصہ ہوتی ہے۔ جس کی طلباء پر ایک خاص چھاپ نظر آتی ہے۔ ان کا لباس وضع قطع، اندازِ گفتگو، شرم وحیاء، طرز معاشرت دوسروں کے لیے نمونہ ہوتے ہیں۔ تحریکِ پاکستان میں لیڈر کا کردار ادا کرنے والے اکثر ہی انہی مدارس سے فارغ التحصیل تھے۔ گویا دینی ادارے کسی بھی اسلامی ملک کی اساس اور ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں، کیونکہ قومیں افراد سے بنتی ہیں اور افراد فکری و عملی تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں خواتین کے ادارے بھی کسی طور پیچھے نہیں۔[40]

5۔ مدارسِ دینیہ کا فکری و عملی کردار:

کردار سازی سے مراد شخصیت کی ایک خاص نہج پر تعمیر و تشکیل ہے۔ ہر تعلیمی ادارہ جس طرح کی تعلیم اور تعلیمی ماحول اپنے طلباء و طالبات کو فراہم کرتا ہے وہ طلباء کی فکری و عملی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جیسا کہ سرکاری سکول و کالج اور یونیورسٹیز کے طلبہ کی اپنی ایک شخصیت ہوتی ہے، اسی طرح دینی مدارس سے فارغ التحصیل طلباء و طالبات کی اپنی الگ پہچان اور شخصیت ہوتی ہے۔ ادارے کا ماحول، نصاب، اساتذہ کی شخصیت مقصدیت کا تصور، طلباء میں لگن اور جوش و خروش کا جذبہ پیدا کرنا، ان کی ذہن سازی کرنا، مستقبل کے لائحہ عمل کی تشکیل، انفرادی و اجتماعی محاسبہ۔ یہ تمام امور طلباء کی تعمیر شخصیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[41] دو پہلوؤں سے تربیت کا عمل وجود میں آتا ہے۔

فکری تربیت:

اس تربیت کا مقصد طلبا و طالبات کو علم الاثر (عقائد کی صحت پر توجہ مرکوز کرنا) اور مقصد حیات سے آگاہ کر کے طلبہ کے اذہان و قلوب کو فکری سطح پر اس قدر مضبوط اور منظم کر دینا کہ ہر طرح کے ناموافق حالات کے باوجود مقصدِ حیات کو ہی مد نظر رکھنا۔(42)

بے مقصدیت، بے حسی، تعطل، خود غرضی، کاہلی و سستی، اور تعطل عمل کا کبھی شکار نہ ہوں۔ دینی مدارس کا اصل ہدف اسے مرد و خواتین معاشرے کو فراہم کرنا جو کہ اچھا مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی ارکان و فرائض کا پابند، محب دین، محب وطن، متبع قرآن و سنت، فکر آخرت اور خود احتسابی کے ساتھ مثالی شہری ثابت ہوں، کیونکہ ایک اچھا مسلمان ہی اچھا شہری ثابت ہو سکتا ہے۔(43)

عملی تربیت:

ظاہری اعمال وعادات کی تشکیل مثلاً: دینی مدارس میں عملی تربیت میں کوشش کی جاتی ہے کہ طلباء صوم و صلاۃ کے پابند بنیں۔ استغفار و اذکارِ مسنونہ کے عادی بنیں۔ نوافل کا اہتمام کریں۔ شرعی منہیات سے اجتناب، طلباء کی بول چال، نشست و برخاست، رہن سہن، میل جول، تہواروں، شادی بیاہ، روم ورواج میں شرکت، غمی، خوشی جیسے تمام مواقع پر شرکت کرنے کے لیے خاص تربیت کا رنگ نظر آتا ہے۔(44)

6۔ مدارسِ دینیہ کا اخلاقی کردار:

مدارسِ دینیہ کے مدرسین و مہتممین اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حامل ہونے کی وجہ سے اخلاقی اقدار و اطوار کو عملی طور پر پروان چڑھانے کی کما حقہ کوشش کرتے ہیں۔ ان مدارس کا نظام تعلیم و تربیت طلباء و طالبات کی اخلاقی صحت کو برقرار رکھتے ہوئے اسلامی روایات و اقدار سے جوڑنا ہے۔ حقیقت میں مدارس دینیہ کا نظام تعلیم و تربیت عصر حاضر کے نظام تعلیم و تربیت کا بہترین متبادل ہے بلکہ اس سے حد درجہ بہتر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مدارس الہامی نظام تعلیم و تربیت کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے امین ہیں۔ سچ یہ ہے کہ دینی تربیت کے اعتبار سے یہ محض دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس کا ہر ہر پہلو فکر و تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ جہاں تک اسلامی و اخلاقی تربیت کا تعلق ہے تو بلا شبہہ مدارس دینیہ وقت کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی رکاوٹوں سے پابندیوں کے باوجود اخلاق و کردار اور شخصیت سازی میں معاصر اداروں سے بہتر کردار ادا کر رہے ہیں۔ اگر عالمی دباؤ اور حکومتی سطح پر سرپرستی نہ ملنے کی وجہ سے یہ مذہبی ادارے ناپید ہو جائیں تو خدانخواستہ سیکولر اور لبرل ادارے پاکستان سے اس کا تشخص ہی چھیننے کے درپے ہیں۔(45)

7۔ مدارسِ دینیہ کا معاشرتی کردار:

معاشرے کی واحد بنیاد دین اسلام ہے، اس بنیاد کو مضبوط اور اسلامی معاشرہ کی مذہبی ضروریات کو پوری کرنے کے لیے مدارس کا وجود عمل میں لایا گیا۔ عصر حاضر میں یہ دینی تعلیمی ادارے ایسی واضح اور روشن حقیقت ہیں جو احیاء وبقائے دین اسلامی روایت واقدار کی حرمت و پاسداری، شریعت مطہرہ سے سچی عقیدت وابستگی کے ساتھ معاشرے فلاح واصلاح کا بیڑا اٹھار کھا ہے۔ اور اصلاحِ امت کے اس بھاری بھر کم بوجھ کو باوجود حکومتی سرپرستی سے محروم ہونے کے پانے ناتواں کندھوں پر اٹھار کھا ہے۔ معاشرے کی دینی و دنیاوی ضرورتیں پوری کرنے کے سلسلے میں ان مدارس کی مثال اس کسان کی سی ہے جو فصل کی کاشت سے لے کر کٹائی کے تمام مراحل طے کرتا ہے جو معاشرے کے دیگر افراد کی آسودگی اور بھوک مٹانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ دین کے تمام شعبوں کو زندہ، بیدار اور متحرک رکھنے میں مدارس کی یہی مثال کافی ہے۔(46)

عام حالات میں کوئی ایسی نماز نہیں جس میں تمام اہل محلہ ایک دوسرے کی خوشی غمی سے آگاہ نہ ہوں، یہی مدارس معاشرے کا معاشی بوجھ بھی کسی حد تک اٹھائے ہوئے ہیں۔ ملک کے لاکھوں نادار افراد دینی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ مفت رہائش، خوراک، علاج، معالجہ اور کتابوں سے مستفید ہوتے ہیں جو معاشرہ میں شرح خواندگی میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔

قرآن وسنت کی تعلیم اور دینی علوم کی اشاعت و فروغ میں مصروف عمل ہیں اور مسلمانوں کی عبادات، دینی راہنمائی اور تعلیم و تعلم کے لیے رجال کار تیار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے عقائد و عبادات، اخلاق و کردار اور مذہبی تعلیمات کا تحفظ یقینی بنانے کے ساتھ عملی طور پر دین سے گہری وابستگی بھی قائم رکھتے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک اسلامی معاشرے کے خاندانی نظام، روایات، اقدار، کلچر اور ثقافت کی حفاظت کے ساتھ اغیار کے کلچر و ثقافت یلغار کے آگے آہنی بند باندھے ہوئے ہیں۔(47)

اسلام اور اسلامی ثقافت پر غیر مسلموں کی طرف سے اٹھنے والے اعتراضات اور شکوک و شبہات کا ازالہ کرنے کے ساتھ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور عقائد و احکام سے انحراف و بغاوت کا وسعتِ دل سے مقابلہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے راسخ عقیدہ کا تحفظ کرتے ہیں۔ مادہ پرستی، ذاتی مفادات و اغراض اور نفسا نفسی کے یقین پر فتن دور میں قناعت، عاجزی، انکساری، اور ایثار و قربانی کی روحانی اقدار کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔(48)

وحی الٰہی اور آسمانی تعلیمات کے مکمل و محفوظ ذخیرہ کی حفاظت کرتے ہوئے معاشرے میں عملی تطبیق کا نمونہ بھی زندہ رکھے ہوئے ہیں تاکہ معاشرہ کے سلیم الفطرت جو تلخ اور تباہ کن معاشرتی نتائج مثلاً:Atheism سے

متاثر ہونے والوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ انہیں قرآن وسنت کے حقیقی سرچشمہ تک رسائی میں کوشاں ہیں۔ صرف مسلمان ہی نہیں پوری نسل انسانی کی خدمت بغیر کسی پروپیگنڈہ، سازش اور عالمی قومی سطح کے دباؤ کی پرواہ کیے بغیر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔(49)

8۔ مدارسِ دینیہ کا تہذیبی کردار:

مدارس دینیہ برصغیر پاک وہند کے تاریخی تسلسل کی کڑیاں اور ناگزیر حصہ ہیں۔ ان مدارس دینیہ کا تذکرہ کیے بغیر تاریخ مکمل ہوتی ہے نہ ہی خطے کا تہذیبی پس منظر اور روایات سمجھ میں آسکتی ہیں۔ مدارس ہی قدیم تعلیمی روایات کے امین ہیں جو رسمی ہوتے ہوئے بھی غیر رسمی تھے۔ جہاں آنے کا مقصد صرف تعلیم کا حصول ہوتا۔ معلم اور متعلم کے مابین کچھ نظریات پر مبنی رشتہ استوار ہوتا، پڑھنے پڑھانے کی مشت بھی ساتھ ساتھ ہو جاتی۔ تعلیم کسی بھی انسان کے لیے کسی کسب کا ذریعہ نہ تھی طبقاتی تقسیم کی بیخ کنی کرتے ہوئے نہایت فاقہ کش ایک مکتب میں ایک ہی جگہ تعلیم و تربیت پاتے۔ یہ خوبی محض برصغیر پاک وہند میں ہی مروج نہ تھی، بلکہ قرن اول سے ہی مسلمانوں کا خصہ تھی، موجودہ نظام مدارس اسی تسلسل کا حصہ ہیں۔ اس رفاہ وفلاح اور مساویانہ ماحول میں بعض طالبعلم پانچ، ساتھ سال تک قیام کرتے گھروں کا نہ جاتے، آخر اس نظام میں ایسی کیا کشش تھی کہ ایک طالب علم اپنے خونی و قریبی رشتہ داروں سے یکسر لاتعلق ہو کر اتنا عرصہ گھر سے باہر رہیں۔ اس کی کفالت کے ذمہ دار منتظمین، سرپرست، اہل ذوق اور مخیر حضرات ہوتے۔(50)

بعض ایسے مضامین مثلاً: فلسفہ، منطق، قدیم عربی ادب وغیرہ جنھیں دینا غیر ضروری خیال کرتی ان علوم کو مدارس میں پڑھایا جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ماضی میں بھی مدارس کا عوام سے گہرا ربط رہا ہے جس کی وجہ سے لاکھوں طلباء کی کفالت کی جاتی ہے۔

لباس تہذیبی روایات کا امین ہے جو بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے اور یہی انسان کا تعارف بھی اور ہر خطے کا امتیازی پہلو بھی۔ دور مغلوبیت میں بھی مدارس اپنی ساکھ بحال رکھے ہوئے تھے۔ آج اگر ہماری علاقائی و تہذیبی ثقافت، روایات و اقدار زندہ ہیں تو وہ مدارس کی بدولت، ان کی تہذیبی اہمیت کو پوری قوت سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ غیر ممالک میں بھی تہذیبی ورثہ کا احیاء مدارس کی بدولت ہے۔(51)

اسی طرح مدارس کی تعلیمی زبان اردو ہے، گو کہ عربی کتب ہیں مگر انہیں اردو میں ہی آسان فہم کر کے پڑھایا جاتا ہے۔ اسی طرح علاقائی زبانیں بھی رائج ہیں مگر باقاعدہ تعلیم و تدریس کے لیے اردو زبان ہی مختص ہے۔ پاکستان میں بھی بین الاقوامی اداروں میں آنے والے اردو سیکھتے ہیں پھر اردو زبان سے ان کا یہ رشتہ تازیست قائم رہتا ہے۔(52)

معاشرتی اقدار اور مذہبی رسم ورواج بھی اسی تہذیبی ورثے کا حصہ ہیں جو دینی مدارس کا عطا کردہ ہے۔ اسے معاشرتی اعتبار سے قطعا نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً: سماجی و معاشرتی رسوم ورواج، شادی و بیاہ، مرگ، غسل، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، تدفین و دعا، یہ سب رسومات دیہی و شہری معاشرہ ہو مولویوں نے مبالغے کی حد تک دینی مزاج کے برعکس ایسے رجحان پیدا کیے جو دینی و اسلامی روایات کے منافی یا بالکل برعکس ہیں۔ بہر حال مذہبی اقدار و روایات ہوں یا علاقائی مدارس دینیہ کا کردار ہر جگہ، ہر وقت اور ہر موقع پر مثالی اور نمایاں رہا ہے۔[53]

9۔ مدارسِ دینیہ اور عصری تقاضے:

مدارس دینیہ کے نصاب تعلیم کا مسئلہ محض نظریاتی نہیں اس کا ہماری عملی زندگیوں سے بھی گہرا تعلق ہے دونوں پہلو ہی قابل غور ہیں۔ تقریباً ایک صدی پہلے ندوۃ العلماء کے پلیٹ فارم سے یونانی فلسفہ و منطق کی جگہ عربی ادب و انشاء اور جدید علوم مثلاً: انگریزی وغیر کو شامل نصاب کرنے کی آواز بلند کی گئی۔ ان اداروں کو قدیم و جدید علوم کا حامل ہونا چاہیے تاکہ طلباء کا معاشی مستقبل محفوظ ہو اور عملی زندگی کے میدان میں معاشرے کے دیگر افراد کے شانہ بشانہ چل سکیں۔ مسلمانوں کے دور زوال کے بعد تو ان کا سب سے بڑا اور حساس مسئلہ دین اور علم دین کا تحفظ ہو گیا۔ آزادی کے بعد یہ مسئلہ زیادہ اہمیت اختیار کر گیا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے اسلاف نے آزاد دینی مدارس کے قیام و انتظام کے لیے دل و جان سے پوری کوشش صرف کر دی تاکہ علم دین کا چشمہ صافی غیر اسلامی عناصر سے مکدّر نہ ہو۔[54]

عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے معلمین و مدرسین کو ٹریننگ کروا کر عملی نمونے مہیا کیے جائیں۔ اسوہ نبوی اور اصحاب صفہ کی روش اختیار کریں، اساتذہ و منتظمین میں مقصدیت کا شعور بیدار کیا جائے، مطالعہ و تحقیق کا ذوق پیدا کیا جائے، کتابوں سے زیادہ افراد میں فکر و عمل بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم قرآن حکیم کی آیات تو تدبر و تفکر کی دعوت دیتی ہیں۔ ان آیات کو شامل نصاب کر کے ایک ایک آیت کی معنویت کو دل و دماغ میں اتارا جائے۔ قرآن و حدیث کو مرکز بنا کر سارے علوم کو محور گردش بنایا جائے۔ حدیث نبوی کی تعلیم فقہی نقطہ نظر سے فنی اور اخلاقی تربیت کی بنیاد بنایا جائے۔[55]

نصاب تعلیم میں تھوڑی بہت ممکنہ ترمیم کے ساتھ معیار تعلیم کو بلند کر کے عملی اضافہ کی ضرورت ہے۔ مثلاً: طلباء میں ان کی عمر کے مطابق دلچسپ اور چھوٹی چھوٹی مقامی صنعتوں کے سکھانے کا انتظام کیا جائے۔ مثلاً: جلد سازی، کتابت، ٹائپنگ، کمپوزنگ، پنسل، ربر، اسکیل کی پیکنگ، موم بتی سازی، تاکہ جو بچے پڑھائی پر توجہ کم دیتے ہیں اک وان عملی کاموں سے اٹیچ کیا جائے تو کہ وہ کسی بے راہ روی کا شکار نہ ہونے پائیں اور معاشرے پر معاشی بوجھ بننے

کی بجائے اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکیں۔[56] جب سے مغربی نظام نے شب خون مارا ہے ان مدارس کا مقصد محض تبلیغ دین اور شریعت کا تحفظ ہی رہ گیا ہے۔ گو کہ یہ بھی ایک مقدس مقصد ہے مگر دنیوی تعلیم کے لیے اپنی نسلوں کو اپنے ہی ہاتھوں مغرب زدہ اور مغربی اداروں کے سپرد کر دینا خدمت دین نہیں۔[57]

آج کی جدید تعلیم یافتہ اشرافیہ کے دل و دماغ میں یہ خیال پیوست ہو کر رہ گیا ہے کہ آج سائنس اور ٹیکنالوجی کے ترقی یافتہ دور میں اسلام کا کوئی کردار ہے نہ پیغام، یہ عہد ماضی کا حصہ ہونے کی وجہ سے عصری تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، یہ بھی دیگر مذاہب کی طرح بے جان ہو چکا ہے۔ یہ خیال یکسر غلط ہے، ماضی میں دختر کشی جیسی قبیح رسوم کا خاتمہ کر کے مرد و زن کے لیے یکساں طور پر علوم و فنون کو فروغ دینے میں مثالی کردار ادا کر کے ثابت کر دیا کہ سب سے جدید مذہب دین اسلام ہی ہے جو صبح قیامت عصری تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔[58]

پس پردہ اسلام دشمنی کی بنا پر صیہونی ذرائع و وسائل اس اعانت اور اثر و نفوذ پر صرف ہو رہے ہیں کہ عالم اسلام کے تمام ممالک حتیٰ کہ حرمین شریفین بھی اس سازش کا شکار کر لیے جائیں اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرا دی گئی ہے کہ موجودہ حالات میں مغرب کی تقلید ہی کامیابی کا ذریعہ ہے اور سیکولرازم اور قوم پرستی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ایسے نازک وقت میں ان دینی مدارس کا کام محض نصابی کتب کو پڑھنا پڑھانا ہی نہیں بلکہ ان فتنوں سے پوری طرح باخبر ہو کر موثر انداز میں مقابلہ کرنا ہی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ سب سے پہلے معلمین و مدرسین عربی زبان میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ بین الاقوامی زبان انگریزی میں بھی کمال حاصل کریں جو کہ وقت کا اہم تقاضا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی سے لیس تعلیمی مواد کو نصاب کا حصہ بنا کر طلباء و طالبات کو وقت کی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔ سائنسی علوم و فنون سے آراستہ و پیراستہ فارغ التحصیل طلباء و طالبات کہیں زیادہ بہتر سی ایس ایس آفیسرز، ایڈمنسٹریٹرز، اہم عسکری عہدوں پر تقویٰ کی صفات سے متصف ہو کر ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کے محافظ بن سکتے ہیں۔[59]

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا[60]

ملکی سطح پر کالجز اور یونیورسٹیز میں روشن خیالی اور فکری آزادی کے نام پر Atheist بنایا جا رہا ہے۔ منشیات اور ہم جنس پرستی کو رواج دیا جا رہا ہے۔ بد اخلاقی اور بد تہذیبی کو اعتماد کا نام دے کر نوجوان طبقے کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ مادر پدر آزادی کو حقوق کا نام دے کر اسلامی معاشرہ کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ اس تمام پس منظر کی متعدد وجوہات ہیں جس

میں سب سے اہم ان رسمی ادارہ جات کے منتظمین مغربی اداروں سے تعلیم یافتہ یا مغربی مرعوبیت کا شکار ہوتے ہیں جو خود اسلامی اور خصوصا مشرقی اقدار سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے فکری آزادی کو تعلیم وتربیت قرار دیتے ہیں۔ دوسری بڑی وجہ والدین اور آزاد گھریلو ماحول، خصوصا بیشتر ماؤں کا اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہونا، ان حالات میں تہذیب آپ ہی خودکشی کا شکار ہو جاتی ہے۔ ان دگرگوں حالات میں مدارس دینیہ اور ان کے علماء ہی درست سمت پر راہنمائی کرسکتے ہیں۔ عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے شعبہ تحقیق وتصنیف قائم کیے جائیں کیونکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کا عائلی و معاشرتی نظام، معاشی و سیاسی نظام، باقاعدہ نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ الحاد، استشراق اور غیر اسلامی تہذیبوں کو اسلامی تہذیب میں ضم ہونے سے بچانا ہے۔ بنیادی ماخذ قرآن و سنت سے راہنمائی لے کر فرقہ بندی اور مناظرہ بازی کی محدود سوچ سے نکل کر وسعتِ نظری اور وسیع القلبی سے کام لیتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو لازمی قرار دینا۔ ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾[61] کے مصداق اتحاد و یگانگت کو فروغ دیں تقلید محض کی بجائے تحقیق اور اجتہاد کو عام کریں۔ اور ایک مثالی معاشرے کا قیام عمل میں لائیں۔[62]

References

1 - Feroz ul Lughat Urdu, Feroz sons, Lahore, P: 624

2 - English Urdu Dictionary, Feroz sons, Lahore, P: 688

3 - Naseem ul Lughat Urdu, Basheer Ahmed Siddeequi, Kitabtan Publishing Company, Lahore, P: 445.

4 - Minhas, Professor, Dr, Tahira, Misali Nizam e Taleem, Jameel Printing press Lahore, 2003, P: 179.

5 - Same.

6 - Jame Sahi, Kitab ul Anbia, Bab ma zukira an bni Israel, H: 3441; Jame Tirmizi, Kitab ul Elam, Bab ma jaa fil hadis an bni Israel, H: 2449.

7 - Muslim, Sjad, Taleem Islami Tanzer mein, institute of Police Studies Islmabad P: 14

8 - Albaqara, 13: 2

9 - Al Asher, 214: 26

10 - Nadde, Moeen u deen sha, Tarekh e Islam, Idara Nashriyat Islami, Lahor, J: 1, P: 39: Mobarak Pori, Sufi Alrehman, al "Rahequlmakhtum", al Maktaba al Salfiya, Sheshe Mahal Road , Lahor,October 1995, P: 112

11 - Al Hajer, 94: 15

12 - Sahi Muslim, Kitab ul Kader, Bab mani Kul Molod Yalod al Fitr, H: 6755 Mama al Termazi, Kitab al Qader, Bab Maja e Kul Molod Yalod al Fitr, H: 2138

13 - Hakim, Nisha Bori, Muhammad bin Abdullah, al Musnedrek al Sahihaein, Tazkira Arqam bin Arqam, Dar ul Maktabul Ilmiya, Alberot, Labnan, Century, J: 3, page: 574_ Al Rahik ul Makhtum, P: 131

14 - Mobarak Pori, Ather Qaze, Khir ul Quron ki Dersgahein or In ka Nezam o Terbiyat, Mekteba Sultan Allemgir, Lahor, century, P: 37 Al Rahik ul Makhtum P: 254

15 - Al Teen, 5: 95

16 - Al Teen, 4: 95

17 - Khir ul Quron ki Dersgahein or In ka Nezam o Terbiyat, P: 49 : Hameed ul Allah, Doctor, Ehd e Nabvi ka Nizam e Taleem, Habeeb and Company Bethel Mandi Estashion Road Hedra Baad, Century, P: 1139

18 - Misali Nezam e Taleem, P: 85 Ahmad Shibli, Docter, Terjuma Muhammed Husain Zubairy, Idara Siqafet e Islamiya Lahore, Year 1999, P: 242: Zaher ul Deen, Muhammed, Islami Jamiaat, Islamic Publishers, Lahore, 1999, page: 94

19 - Islami Jamiyat, P: 146

20 - Mahor, Gulam Rasul, "Janobi Eshiya ki Muslim ki tahzeeb or fiqr ka mutalia" maktiba danyal Lahore, sen ishate 2000, page: 335

21 - Al Imran, 3:104

22 - Misali nizam e taleem, page: 150

23 - Qulyat e iqbal, page: 342

24 - Misali nizam e taleem, page: 115

25 - Bang e draan, page: 93

26 - Misali nizam e taleem, page: 275

27 - Misali nizam e taleem, page: 199

28 - Misali nizam e taleem, page: 177

29 - Muslim, sajad, salam mansoor Khalid, deeni medares ka nezam e taleem, page: 123

30 - Nedvi, seyad abu al haseen, medaress islamiya, seyad ahmed shaheed ecadmy, breli, page: 16, 18

31 - Al im4ran, 3:19

32 - Al im4ran, 3: 85

33 - Al maeeda, 3: 5

34 - Al zumer, 67:39

35 - Medares islamiya,page: 21

36 - Ehde nabvi ka nezam e taleem, page: 135 : misali nezam e taleem, page: 55: medares islamiya, P:21

37 - Gelani, menazer ehsen, pak o hind mein moselmanho ka nezam e taleem, mekteba rehmaniya, urdu bazar Lahore, page: 119: medars e islamiya, page: 22

38 - Nedvi, abu al haseen, medaress islamiya, page: 152

[39] - Khalid mansoor saleem, deni medares mein taleem, sheraket printing press, besent road Lahore, 2002, page:26
[40] - Medares e islamiya, page: 25, 29
[41] - Misali nizam e taleem, page: 43: medaress e deniyan, page:15
[42] - Misali nizam e taleem, page: 42
[43] - Misali nizam e taleem, page: 43: midares e islamiya, page: 24
[44] - Misali nizam e taleem, page: 44: : medaress e deniyan, page: 16
[45] - Misali nizam e taleem, page: 47: medaress e deniyan, page: 47, 164
[46] - Rasul allah ka tareek e tarbiyat, page: 57: medaress e deniyan, page: 39
[47] - Misali nizam e taleem, page: 46
[48] - Deni medarees ka nezam e taleem, page: 123
[49] - Misali nizam e taleem, page: 42: medaress e deniyan, page: 28
[50] - Misali nizam e taleem, page: 4 3
[51] - Medares e islamiya, page: 17
[52] - Misali nizam e taleem, page: 25
[53] - Misali nizam e taleem, page: 27
[54] - Miyan, hafiz haqani, deni medares: nesab o nea=zaame taleem or asri taqazy, fazli sons Karachi, century, page: 254, 255: medares e islamiya, page: 112
[55] - Deni medares, page: 257
[56] - Deni medares, page: 260, 263
[57] - Deni medares, page: 261
[58] - Deni medares, page: 262
[59] - Deni medares, page: 265
[60] - Molana zafer ali khan
[61] - Al Imran, 3: 103
[62] - Deni medares, page: 331